

مذکرہ علمیہ

مسئلہ جبر و قدر

(۴)

مذہب | دوسری طرف جبریہ ہیں جو کہتے ہیں کہ وجود میں کوئی چیز اللہ کے ارادے کے بغیر داخل نہیں ہوتی۔ عام اس سے کہ وہ اشیاء کی ذوات ہوں یا ان کی صفات۔ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ کائنات میں ہر ہر ذرہ کی حرکت اللہ کی قضا و قدر کے تحت واقع ہوتی ہے، وجود اور ایجاد میں اللہ کے سوا کوئی چیز تاثیر نہیں رکھتی۔ خلق اور ابداع میں اللہ کے ساتھ کوئی چیز شریک نہیں ہے۔ جو کچھ اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو اللہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ کوئی شے اس کے حکم اور اس کی قضا کے خلاف بال برابر حرکت نہیں کر سکتی۔ اس کے افعال پر حسن یا قبح کا حکم لگانا عقل کے امکان میں نہیں ہے۔ اس سے جو کچھ صادر ہوتا ہے بہتر ہی ہوتا ہے۔ دنیا میں ہم جن حوادث کے صدور کو اسباب کے تحت مشاہدہ کرتے ہیں، وہ محض ظاہر کے لحاظ سے ایسے ہیں۔ ورنہ حقیقتاً سب کا صدور اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے، اور تمام ارغنی و سماوی حوادث کا فاعل حقیقی وہی ہے۔

اس اصل سے متعدد فرعی اعتقادات نکلے ہیں جہم بن صفوان اور شیبان بن سلمہ خارجی کا مذہب یہ ہے کہ انسان اپنے افعال میں مجبور محض ہے۔ نہ وہ ارادہ رکھتا ہے۔ اور نہ اختیار، اللہ تعالیٰ جس طرح جادات، نباتات اور دوسری چیزوں میں افعال پیدا کرتا ہے اسی طرح انسان میں بھی پیدا کرتا ہے انسان کی طرف ان کی نسبت محض مجازی ہے۔ رہا ثواب و عقاب تو جس طرح افعال جبری ہیں اسی طرح وہ بھی جبری ہے۔ یعنی جس طرح جبر کی بنا پر انسان اچھے اور بُرے افعال کرتا ہے اسی طرح بُری

کی بنا پر اسے جزا اور سزا بھی دی جاتی ہے۔ یہ خالص جبریت ہے جو معتزلہ کی خالص قدرت کے مقابلہ میں ہے۔

ایک دوسری جماعت جس میں حسین البخاری، بشر بن غیاث المرسی، ضرار بن عمرو، حفص الفرد، ابو عبد اللہ محمد بن کزیم، شعیب بن محمد النخعی اور عبد اللہ بن اباض صاحب اباضیہ وغیرہ شامل ہیں خدا کو انسان کے تمام اچھے اور برے اعمال کا خالق تو قرار دیتی ہے، مگر اس کی رائے میں بندوں کو ایک قدرت و ارادہ حادثہ بھی حاصل ہے جو ان افعال میں ایک طرح کی تاثیر رکھتی ہے۔ اس کا نام انہوں نے ”کسب“ رکھا ہے۔ اور یہی کسب، ثواب و عقاب کے مقابل اور اوار و نواہی کی تکلیف کا نود امام ابو الحسن اشعری نے انسان کے ”کسب“ کو تسلیم کیا اور اس کے لئے قدرت حادثہ بھی ثابت کی مگر اس قدرت کی تاثیر سے انکار کر دیا۔ یعنی ان کے نزدیک اللہ اپنے بندے سے جس فعل کے صدور کا ارادہ کرتا ہے، وہ بندہ کی قدرت حادثہ کے تحت صادر ہو جاتا ہے لیکن یہ قدرت محض ایک آلہ ہے ارادہ الہی کے فعل میں آنے کا۔ ورنہ حقیقتہً خود اس قدرت میں کوئی تاثیر نہیں ہے جو فعل کے وجود میں آنے کی علت ہو۔

قاضی ابوبکر باقلانی نے اس سے تھوڑا سا اختلاف کیا ہے۔ ان کی رائے میں انسان کے فعل کی دو جہتیں ہیں۔ ایک جہت اس کے نفس فعل ہونے کی ہے بلا اعتبار حسن و قبح و خیر و شر اور دوسری جہت اس کے طاعت اور معصیت ہونے کی ہے مثلاً نماز اور روزہ۔ کہ اس میں ایک جہت تو یہ ہے کہ وہ نفس قیام اور قعود اور ترک غذا اور ترک مباشرت ہے۔ اور دوسری جہت یہ ہے کہ وہ عبادت اور طاعت ہے۔ ان میں سے پہلی جہت باری تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ اور دوسری جہت بندہ کی طرف یہی دوسری جہت ہے جو فعل کے ساتھ قدرت حادثہ کے تعلق سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ان میں یقیناً بندے کی قدرت تاثیر رکھتی ہے

اور اسی پر جزا و سزا مترتب ہوتی ہے۔

استاذ ابواسحق اسفرائینی نے اس مسلک سے بھی اختلاف کیا ہے۔ ان کے نزدیک ذاتِ فعل اور اس کی صفات (یعنی حسن و قبح) دونوں معاً، بندے اور خدا دونوں کی قدرت کے تحت حاصل ہوتے ہیں۔

امام الحرمین نے ان تینوں کے مذہب کو رد کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے بندے میں قدرت اور ارادہ پیدا کیا ہے۔ پھر اسی قدرت اور ارادہ سے بندے کے مقدر وراثت اور مرادِ حال ہوتے ہیں۔

آخر میں امام رازی آتے ہیں جو مذہب جبر کے پر زور وکیل ہیں۔ وہ بندہ کی قدرت سے لے کر کسی قسم کی تاثیر تسلیم نہیں کرتے، ”کسب“ کو ایک اسم بلا سہی سمجھتے ہیں۔ خدا کو بندوں کے تمام اعمال کا خالق قرار دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ کفر اور ایمان، طاعت اور معصیت، ہدایت اور ضلالت، سب کچھ خدا ہی اپنے بندوں میں پیدا کرتا ہے۔ ان کے نزدیک یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا کسی سے کفر کے صدور کا ارادہ کرے اور وہ مومن ہو جائے۔ خدا کے علم میں کوئی شخص مومن ہو، اور وہ کافر ہو جائے۔ خدا نے کسی میں طاعت پیدا کی ہو اور وہ اس کے خلاف عاصی ہو جائے۔ رہا یہ سوال کہ جب ان سب چیزوں کا فیصلہ پہلے سے ہو چکا ہے، اور بندوں میں اس کے خلاف چلنے کی طاقت نہیں ہے تو پھر ادا و مردنواہی کی تکلیف کیونکر جائز اور معقول ہو سکتی ہے؟ تو اس کا جواب امام صاحب یہ دیتے ہیں کہ خدا کے لئے تکلیف مالا یطاق جائز ہے۔ اور اس کے کاموں میں کیوں اور کس لئے کا سوال نہیں ہو سکتا۔

بہر حال اشاعرہ اور ان کے ہم خیال حضرات، خواہ کسب کے قائل ہوں یا نہ ہوں، اور قدرتِ حادثہ کے لئے کسی قسم کی تاثیر مانتے ہوں یا نہ ملتے ہوں۔ ان کے ”تجارج کا منطقی نتیجہ خالص جبر“ ہے۔

کیونکہ جب خدا اپنے بندوں کا خالق ہے اور اسی نے انہیں چھپے اور بڑے اعمال کے صدور کا ارادہ کیا ہے تو بصورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہوگی۔ یا تو بندہ میں فتنہ الہی کے خلاف عمل کرنے کی ہونگی یا نہ ہوگی۔ بصورت اول بندے کی قدرت اور اس کے ارادہ کا خدا کی قدرت اور اس کے ارادہ پر غالب آ جانا لازم آتا ہے جو بالاتفاق باطل ہے۔ بصورت دوم خدا کی قدرت کے آگے بندے کی قدرت کا بے اثر اور خدا کے ارادہ کے سامنے بندے کے ارادہ کا بے چارہ ہونا لازم آتا ہے، جس کے بعد کسب اور قدرت حادثہ کا عدم اور وجود برابر ہے۔ یہی خالص جبریت ہے، اور یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ جبریت کے مقدمات کو تسلیم کر لینے کے بعد کوئی شخص عقیدہ جبر کی انتہا کو پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بیچ میں کسی مقام پر ٹھہر جانا اس کے لئے ممکن نہیں ہے۔

لے بالکل یہی حال سبھی متکلمین کا بھی ہے۔ ان کے ایک بڑے گروہ کے عقائد اس باب میں وہی ہیں جو افلاک کے ہیں۔ سینٹ آگسٹائن (St. Augustine) نے جبریت خالصہ سے بچنے کی بہت کوشش کی ہے، مگر خدا کو فاعل حقیقی اور انسان کو مفعول منتہی مان لینے کے بعد وہ اپنے مذہب کو خالص جبریت سے نہیں بچا سکا۔ اسکولس ایریگنا (Scotus Erigona) جو مدرسیست (Scholasticism) کا بانی اول ہے، خدا کے فاعل اعمال عباد ہونے میں انتہا درجہ کا غلو کرتا ہے۔ اس کے نزدیک خدا تمام کائنات کی روح ہے، اور وہ خدا ہی ہے، جو زندگی، قوت، نور، عقل بن کر موجود اس عالم میں اپنے کرتے دکھا رہا ہے۔ سینٹ آنسلم (St. Anselmus) عام سبھی اعتقاد کے مطابق ان کے پیدا کئی گناہ اور پھر خدا کے مسیح کی شکل میں نزول کرنے اور انسان کے گناہ کا کفارہ بننے کا قائل ہے، اور ظاہر ہے کہ اس اعتقاد میں جبر کے سوا کسی اور چیز کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ ابلارڈ (Abelard) اور سینٹ تھامس اکون (St. Thomas of Aquin) دونوں ارادہ الہی کو جو جبری قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک خدا ہی بندوں کے تمام اعمال کا خالق ہے۔ بلکہ موصوفہ الذکر نے تو اشاعرہ تہلکیت المابطاق کے جواز کا عقیدہ بھی اخذ کر لیا ہے۔ ممتاز مدرسن میں صرف ایک ڈانس اسکولس (Duns Scotus) ایسا شخص ہے جس نے معتزلہ کی طرح قدرت کا مذہب اختیار کیا ہے۔ اس کے نزدیک انسان کو ارادہ کرنے یا نہ کرنے اور اپنے ارادہ کو فعل میں لانے یا نہ لانے کا پورا اختیار حاصل ہے، اور خدا کی قدرت انسان کی آزادی اختیار میں مانع نہیں ہے۔

قرآن مجید جبر کا استدلال | لطف یہ ہے کہ جبر یہ بھی اپنے مذہب کے حق میں قرآن مجید ہی سے ثبوت

پیش کرتے ہیں۔ اور ایک دوہیں سنکر دوں آیتیں ایسی پیش کر دیتے ہیں جو قدرت کی مخالفت اور جبریت کی زبردست تائید ہیں۔ مثلاً۔

وہ آیات جن سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام قوت کا مالک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز کا خالق ہے دنیا میں اس کے اذن کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا۔ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَلَهُ الْاَمْرُ۔ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهْدُ۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ۔

وہ آیات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر واقعہ کے متعلق خدا کا فیصلہ پہلے ہی لکھا جا چکا ہے، اور دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اسی فیصلہ کے مطابق ہوتا ہے۔ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ، وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعْمَرٍ وَلَا يُنْقِصُ مِنْ عُمُرِهٖ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ۔ وَقَفَّيْنَا اِلَىٰ بَنِي اِسْرٰٓئِيْلَ فِي الْكِتَابِ لَتُنْفِذَنَّ فِي الْاَرْضِ۔ وَمَا اَصَابَكُمْ يَوْمَ التَّتٰى اَتَجْمَعُنْ فِیْ اِذْنِ اللّٰهِ۔ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَأَہَا۔

وہ آیات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ہر چیز کے لئے ایک تقدیر مقرر کر دی ہے رزق، عزت و ذلت، راحت و مصیبت، موت و حیات، سب اسی تقدیر کے مطابق ہیں اس میں کمی و بیشی ممکن نہیں ہے۔ اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۔ لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ لَکِنْ یُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیْئَةٌ یَّقُولُوْا هٰذِهِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیْئَةٌ یَّقُولُوْا هٰذِهِ مِنْ عِنْدِکَ قُلْ کُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وِکُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُہُمْ۔

لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِرُونَ۔

وہ آیات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بندے کی مشیت خدا کی مشیت کے تابع ہے بندے کو کچھ اختیار

نہیں۔ سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے۔ انسان اپنی تدبیر سے خدا کے فیصلوں کو بدلنے کی قوت نہیں رکھتا۔ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ۔ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَالِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ۔ قُلْ إِنْ الْأَمْرُ كُلُّهُ لِلَّهِ۔ قُلْ لَوْ كُنْتُمْ تُبْوئُكُمْ كِبَرًا لَدُنِ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِنْ مَضَىٰ جَعَلَهُمْ۔ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بَخِيرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَهُوَ الْغَاثِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ۔ قُلْ نَحْنُ نَحْمَدُ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ نَحْمَدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَحْوِيلًا۔

وہ آیات جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہدایت اور ضلالت کا سرشتہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس

کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے۔ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا۔ مَنْ يَشَأِ اللَّهُ يُضِلِّهِ وَمَنْ يَشَأِ يُجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ۔ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ سَبِيلًا۔ وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَ اللَّهُ أَنْ يُطَهَّرَ قُلُوبُهُمْ۔ وَلَوْ أَنَّ نَزَلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ التَّوْحَىٰ وَخَرَقْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَا كَانُوا لِلْيَوْمِ مُؤْمِنًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ۔

وہ آیات جن میں کہا گیا ہے کہ خدا کی مشیت ہی یہ نہ تھی کہ سب لوگ ایمان لے آئیں اور

اختلاف نہ کریں ورنہ خدا چاہتا تو سب ایمان لے آتے اور دین کے معاملہ میں کوئی جھگڑا باقی

ترتیباً۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ۔ — وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ
لَا مَن مِّنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا، أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا أُمُومِينَ
وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُوَفِّيَنَّ بِإِذْنِ اللَّهِ۔ — اس ضمن میں وہ آیات بھی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ
بہت سے لوگ دوزخ ہی کے لئے پیدا کیے گئے ہیں مثلاً وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْبَشَرِ وَالْإِنْسِ۔
وہ آیات جن میں بتایا گیا ہے کہ خدا نے کافروں اور منافقوں کو ایمان اور حسن عمل سے روک دیا
ہے اور ایسے لوگ راہِ راست پر آ ہی نہیں سکتے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ وہ اوامر و نواہی کے لئے
مکلف قرار دیے گئے ہیں اور سزا باری و سرکشی کے عوض انکو عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ اَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ خَتَمَ اللَّهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ
وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ — فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا۔ وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْ
۱۳ اِذْ اَنْصَحُوْا قُرًا۔ — وَلَئِنْ كَرِهَ اللّٰهُ اَنْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ۔ وَنَطْبَعُ عَلٰی
قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ۔

وہ آیات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کو جن برے اعمال کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں تباہ
عذاب کیا جاتا ہے۔ وہ خدا ہی کے حکم اور ارادے کے تحت ان سے سرزد ہوتے ہیں۔ وَ اِذَا ارَدْنَا
اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا۔ — وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكْبَرًا
مُّجْرِمِيْهَا لِيَسْكَرُوْا فِيْهَا۔ — زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَارَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ۔ — وَلَا تَطِيعُ
مَنْ اَغْلَقْنَا قَلْبُهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ۔

وہ آیات جن میں بتایا گیا ہے کہ خدا ہی نے اُن شیطانی ہستیوں کو انسان پر مسلط کیا ہے جو
اس کو بہکا رہی ہیں۔ الْمَرْتَرَاتُ اَرْسَلْنَا الشَّيَاطِيْنَ اِلٰى الْكَافِرِيْنَ تُوْثِرُهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوْا

اٰیْمَتُهُ يَدْخُلُوْنَ اِلَى النَّارِ - وَ قَيِّضْنَا لَهُمْ قُرْنًاۙ فَرَيْنُوْا اَلْهَمَّ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
تسکین کی ناکامی | تسکین اسلام کے ان دونوں گروہوں کی تقریریں دیکھنے سے صاف معلوم
ہو جاتا ہے کہ ملکہ جبر و قدر کو حل کرنے میں دونوں کو ناکامی ہوئی ہے مگر اس ناکامی کی وجہ یہ نہیں ہے کہ انہوں
نے قرآن سے ہدایت حاصل کرنی چاہی تھی اور قرآن نے انکی ہدایت نہیں کی بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے
قرآن سے استفادہ کرنے کے بجائے فلسفیانہ طریق پر فکر کی اور دو متخالف پہلوؤں میں سے ایک پہلو اختیار کر لیا۔ پھر
اپنے اعتقاد کی تائید میں دلائل و مؤیدات کے لئے قرآن مجید پر نگاہ ڈالی جو آیا تا۔ اپنے موافق مطلب نظر آئیں ان کو
لے لیا اور جو آیا تا۔ اپنے اعتقاد کے خلاف نظر آئیں ان کو تاویل کے غرادر پر چڑھا دیا۔ دونوں فریقوں
کی جانب سے جو آیات پیش کی گئی ہیں ان کو آپ نے دیکھ لیا۔ بعض آیات صریحہ قدر کا حکم لگاتی ہیں جن سے
جبر کا پہلو نکالنا ممکن نہیں ہے اگر جبر یہ چر بھی ان کی تاویل کرتے ہیں اور ایسے منہ پھرتے ہیں جن کو عقل
سیلم کسی طرح قبول نہیں کرتی۔ یہی حال قدر یہ کا ہے۔ وہ جبر کا صریح حکم لگانے والی آیات کو قدر کے مطلب سے
ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس میں ان کو یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ آیت کے الفاظ کیا کہہ رہے ہیں
اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر گروہ کی بحثوں سے صرف وہی شخص مطمئن ہو سکتا ہے جو پہلے سے ایک اعتقاد قائم کر چکا
ہو اور قرآن مجید سے صرف اس کی تائید چاہتا ہو۔ رہا وہ شخص جس نے خود پہلے سے کوئی رائے قائم نہ کی ہو
اور جس کی خواہش یہ ہو کہ قرآن حکیم کے مطالعہ سے کسی نتیجہ تک پہنچے تو وہ جبر یہ اور قدر یہ کی بحثوں کو پڑھ کر ہرگز
مطمئن نہیں ہو سکتا۔ کچھ عجیب نہیں کہ وہ خود قرآن مجید ہی کی طرف سے برعقیدہ ہو جائے۔ اس لئے کہ جس طرح
دونوں فریقوں نے آیات قرآنی کوئے کو ان سے دو بالکل متضاد عقیدوں پر استدلال کیا ہے، اس کے
یکچہ کہ ایک ناواقف آدمی اس بدگمانی سے محفوظ نہیں رہ سکتا کہ قرآن مجید کے بیانات میں معاذ اللہ
تناقض و تضاد نہیں ہے۔ (باقی)